ابراہیم علیہ السلام نے کیا اُس رات ستارہ دیکھا تھا؟
نہیں! درحقیقت ایک سیارہ دیکھا تھا

اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کے نظم ونسق کا مشاہدہ کرایا تھا تا کہ اس کے متعلق یقینی علم والوں میں سے ہوں۔ مشاہدے کی حیثیت ایک یقینی علم کی ہوتی ہے۔ اور پھر جس رات ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو سمجھانے کا ایک نیا انداز اختیار کیا تھا تو اس کے متعلق قرآنِ مجید نے سورۃ الانعام کی آیت ۷۶ کی ابتدا میں بتایا ہے

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ ٱلَّيْلُ رَءَا كَوْكَبًا

''اس لئے جب رات کی تاریکی چھا گئی تو انہوں نے ایک کوکب کو دیکھا'' (حوالہ الانعام۔۷۶)

آیت مبارکہ کے اس جملے میں دی گئی اطلاع کا کتب تفاسیر میں ترجمہ کچھ یوں ملتا ہے:

[مولانا محمد جونا گڑھی۔ قرآنِ کریم شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس۔ سعودی عرب]

''پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا''

[مولانا احمد رضا خان بریلوی۔ کنز الایمان فی ترجمة القرآن] ''پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک ستارہ دیکھا''

[مولانا محمد علی۔ بیان القرآن] ''سو جب اس پر رات چھا گئی، ایک ستارہ دیکھا''

[جناب غلام احمد پرویز۔ مفہوم القرآن۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور]

''جب رات کے وقت ستارہ نمودار ہوتا (جس کی وہ قوم پرستش کرتی تھی)۔۔ اس کے بعد جب وہ ستارہ ڈوب جاتا''

M.Asad:"Then, when the night overshowdowed him with its darkness, he beheld a star".

F. Malik: "When the night, drew its shadow over him, he saw a star"

Yusaf Ali: "When the night covered him over he saw a star"

Pickthall: "When the night grew dark upon him he beheld a star"

{Reference Computer CD "The Alim" by ISL Software Coporation, U. S.A}

یہ چند حوالے تھے۔ وگرنہ اردو، انگریزی زبان کے مترجمین، مفسرین کی اکثریت نے روانی میں کَوۡكَبًا کے معنی ’’ایک ستارہ‘‘ لکھے ہیں اور اگر ان ہی کی تقلید میں دوسری زبانوں کے لوگوں نے قرآنِ مجید کا ترجمہ اور تفسیر لکھی ہوگی تو ان کے ہاں بھی كَوۡكَبًا کے معنی ’’ایک ستارہ‘‘ ہی ملیں گے۔ غلام احمد پرویز صاحب نے ’’لغات القرآن‘‘ میں کوکب کے معنی ’’ستارہ‘‘ لکھے ہیں (تاج) اور بتایا کہ جناب راغب نے لکھا ہے کہ یہ ظاہر اور نمودار ہونے والے ستارہ کیلئے بولا جاتا ہے۔

رات کی تاریکی چھا جانے پر آسمان پر ایک ستارہ نہیں بلکہ بے شمار ستارے موجود ہوتے اور دکھائی دیتے ہیں۔ قرآنِ مجید نے رات کی تاریکی چھا جانے کا خصوصی طور پر ذکر کیا ہے اور ایک كَوۡكَبًا کو دیکھنے کا کہا ہے۔ اس کی جمع اَلۡكَوَاكِبِ ہے اور معنی ستارہ نہیں بلکہ سیارہ ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے اس رات ایک سیارے کو دیکھ کر لوگوں کو اس کی جانب متوجہ کیا تھا۔ قرآنِ مجید ساتویں صدی عیسوی میں نازل ہوا تھا لیکن عجم اور عرب کے لوگ نجم یعنی ستارے **(star)**، اور کوکب یعنی سیارے **(planet)**، میں قبل مسیح سے فرق کرتے آئے ہیں۔ سیاروں اور ستاروں میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ سیارے کی اپنی روشنی نہیں ہوتی، یہ روشنی خارج **(emit)** نہیں کرتا بلکہ روشنی کو منعکس **(reflect)** کرتا ہے اور ستارہ خود روشن ہوتا ہے، روشنی خارج **(emit)** کرتا ہے۔ سیارہ زہرہ آسمان دنیا پر سورج اور چاند کے بعد سب سے روشن، چمکتی ہوئی شئے ہے۔ سورج طلوع ہونے سے قبل اور غروب ہونے کے بعد یہ سیارہ تین گھنٹوں سے زیادہ دیر کیلئے دکھائی نہیں دیتا۔ اسی طرح سیارہ ’’مشتری‘‘ **(Jupiter)** آسمان دنیا پر سورج، چاند، سیارہ زہرہ کے بعد سب سے زیادہ، روشن اور چمکتا ہوا **(object)** ہے۔ یہ روشن ترین ستارے **Sirius** سے تین گنا زیادہ روشن ہے۔ آسمان دنیا پر اس کی واضح موجودگی (prominence) کی بناء پر ہی رومیوں نے اس سیارے کا نام اپنے بڑے دیوتا کے نام پر Jupiter رکھا تھا۔ ابراہیم علیہ السلام نے رات چھا جانے پر کوکب یعنی سیارہ دیکھا تھا، یہ کہنا کہ انہوں نے نجم یعنی ستارہ **(star)** دیکھا تھا صحیح نہیں۔ تفسیر القرطبی میں بھی لکھا ہے ’’و رأى المشتري أو الزهرة‘‘ اور تفسیر الجلالین میں ہے ’’قيل هو الزهرة‘‘

تفسیر القرطبی نے بیان کیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس رات مشتری یا زہرہ میں سے کسی ایک کو دیکھا تھا اور تفسیر الجلالین نے صرف زہرہ کہا۔ صحیح کیا ہے؟ زہرہ اور مشتری میں واضح فرق یہ ہے کہ زہرہ آسمان دنیا پر سورج غروب ہونے کے بعد صرف تین گھنٹے تک دکھائی دیتا ہے اور پھر غروب ہو جاتا ہے۔ یہ جدید علم کی بات نہیں، انسان کو عرصہ دراز سے معلوم ہے۔ لیکن مشتری کی خصوصیت یہ ہے کہ جن دنوں زمین سے یہ دکھائی دیتا ہے تو سورج غروب ہونے سے لے کر طلوع کے وقت تک آسمان دنیا پر دکھائی دیتا رہتا ہے یعنی غروب نہیں ہوتا۔ اور قرآنِ مجید نے بتایا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے جس كَوۡكَبًا کو دیکھا تھا وہ غروب ہو گیا تھا فَلَمَّاۤ اَفَلَ ’’پھر جب سیارہ ڈوب گیا، نظروں سے اوجھل ہو گیا‘‘۔ اس لئے تفسیر الجلالین کی بات سچ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اُس رات لوگوں کو سیارہ

زہرہ کی طرف متوجہ کیا تھا۔ آئیں تسلیم کریں کہ قرآنِ مجید لازوال تفسیر حقیقت ہے جس نے بتایا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے کچھ لوگوں سے سورج غروب ہونے سے کافی دیر بعد اندھیرا چھا جانے لیکن غروب آفتاب سے تین گھنٹے کے اندر اندر یہ بات کی تھی۔

قرآنِ مجید کے حوالے سے یہ غیر سنجیدہ رویئے کے مترادف ہوگا اگر ہم یہ خیال کریں کہ كَوْكَبًا کا ترجمہ ''ستارہ'' یا ''سیارہ'' کر دینا کوئی زیادہ اہم بات نہیں۔ عجم کی اکثریت عربی زبان نہیں سمجھتی۔ اور مختلف علوم کے ماہرین، سیاست اور سائنسدانوں کی اکثریت کو اپنے اپنے دائرہ کار میں رہنمائی کیلئے قرآنِ مجید کے تراجم اور تفاسیر پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ قرآنِ مجید کے مترجمین اور مفسرین اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتے کہ انہیں آفاق اور انسان کے جسم کی حقیقتوں کے متعلق تمام معلومات اور علم حاصل ہے۔ اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اگر ہم کسی بھی کتاب کا دوسری زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے اس کے الفاظ کو اپنی مرضی کے معنی دیتے رہیں تو اس کتاب میں بیان کردہ بات اور واقعہ کی نوعیت اور حقیقت میں تغیر و تبدل ہو جائے گا۔ اور اس تغیر و تبدل سے ترجمہ شدہ بات میں جھول، سقم دکھائی دے گا جس کو دور کرنے کیلئے خیال آرائیوں اور روایتوں کا سہارا لینا پڑے گا۔ اور اس سے بھی زیادہ ناپسندیدہ بات یہ ہے کہ اس کی بنیاد پر غلط نتیجے اخذ کر کے حقائق کو مسخ کرنے کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ اسی ایک ترجمہ کا نتیجہ دیکھ لیں کہ اس کوکب یعنی سیارہ زہرہ کو ''ایک ستارا'' کہنا تھا کہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کی قوم کو ''ستارہ پرست'' قرار دلوا دیا اور پھر یہ بات لوگوں نے کثرت سے دہرا کر اتنی مشہور کر دی کہ زبان زد عام ہوگئی۔ قرآنِ مجید نے زمان و مکان کی کسی بھی بستی کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ انہوں نے ستاروں کی پرستش کی تھی۔ اس لئے انہیں اس سے منع کرنے کی ضرورت بھی نہیں سمجھی گئی لیکن انسان جس غلط حرکت کو کرتے ہیں یا کرتے رہے ہیں اس سے منع فرمایا ہے

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ

''سورج کو سجدہ نہ کرو اور نہ چاند کو'' (حوالہ فصلت۔۳۷)

قدیم لوگوں نے ستاروں کے نام اپنے دیوتاؤں کے نام پر رکھے تھے:

Constellation (astronomy), in astronomy, any of 88 imagined groupings of bright stars that appear on the celestial sphere and that are named after religious or mythological figures, animals, or objects. The oldest known drawings of constellations are motifs on seals, vases, and gaming boards from the Sumerians, indicating that constellations may have been developed as early as 4000 bc. The constellation Aquarius was named by the Sumerians after thei r god of heaven An, who pours the waters of immortality upon the earth. The division of the zodiac into 12 equal signs was known around 450 BC by the Babylonians.""Constellation (astronomy)." Microsoft® Encarta ® 2006 [DVD]. Redmond, WA: Microsoft Corporation, 2005.

قرآنِ مجید نے کواکب اور نجوم یعنی سیاروں اور ستاروں میں واضح تفریق بیان فرمائی ہے۔ نجوم کے متعلق بتایا۔

وَهُوَ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلنُّجُومَ لِتَهۡتَدُوا۟ بِهَا فِى ظُلُمَٰتِ ٱلۡبَرِّ وَٱلۡبَحۡرِ

''اور اس اللہ نے تمہارے لئے ستارے مقرر کئے تاکہ تم ان سے خشکی اور سمندر میں اندھیروں میں راہ پاؤ۔

قَدۡ فَصَّلۡنَا ٱلۡأَيَٰتِ لِقَوۡمٍ يَعۡلَمُونَ ۝ (الانعام۔۹۷)

''ہم نے آیتوں (قرآنِ مجید کی آیات اور آفاق کی معلومات) کو الگ الگ کر کے بیان کر دیا ہے تاکہ لوگ جان لیں (مطلع ہو جائیں)''

النحل کی آیت ۱۶ کے آخر میں سمت کا تعین کرنے والے ایک ستارے کے متعلق بتایا:

وَبِٱلنَّجۡمِ هُمۡ يَهۡتَدُونَ ۝

''اور ایک ستارے سے وہ (بے نشان مقام، صحراؤں اور سمندروں میں) رہنمائی پاتے ہیں''

زمین اور سمندر میں رات کے وقت جب راہوں اور سمتوں کے نشان نہ ہوں تو بعض ستارے سمتوں اور راہوں کی نشاندہی کرتے ہیں لیکن کواکب کے متعلق یہ نہیں کہا کہ ان سے سمتوں کا تعین کیا جا سکتا ہے۔ اور یوں قرآنِ مجید نے کواکب اور نجوم میں حد فاصل کھینچ کر واضح کر دیا تھا کہ یہ ایک دوسرے کے مترادف، **synonym** کبھی قرار نہیں پا سکتے۔

ہمارے نظام شمسی (Solar System) کے حوالے سے جب کوکب اور سورج کی بات ہوتی ہے تو ان کے نگاہوں سے غائب ہونے، غروب ہونے کیلئے أَفَلَ اور أَفَلَتۡ استعمال ہوئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے اس واقعہ کو بیان کرنے والی سورۃ الانعام کی آیت ۷۶۔۷۸ میں کوکب یعنی سیارے اور ذیلی سیارے (satellite) چاند کے غروب ہونے کیلئے أَفَلَ استعمال ہوا ہے جو ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے لیکن سورج کیلئے أَفَلَتۡ استعمال ہوا جو ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے۔

اور قرآنِ مجید نے سیاروں (کوکب) کو آسمان دنیا کے حوالے سے بیان فرمایا ہے۔

إِنَّا زَيَّنَّا ٱلسَّمَآءَ ٱلدُّنۡيَا بِزِينَةٍ ٱلۡكَوَاكِبِ ۝٦

''ہم نے آسمان دنیا کو کواکب سے سنوارا (مزین کیا) ہے'' (الصافات۔۶)

قرآنِ مجید نے نجوم یعنی ستاروں کو آسمان دنیا یعنی ہمارے نظام شمسی کی زینت نہیں کہا۔ وہ آسمان دنیا کی شئے نہیں بلکہ اس کے اوپر کے آسمانوں کی شئے ہیں۔ اور یوں قرآنِ مجید نے کواکب اور نجوم کو ایک دوسرے سے ممیز فرما کر واضح کر دیا کہ دونوں ہم معنی نہیں ہو سکتے۔ یہ الگ بات ہے کہ زمانہ قدیم سے یہ جاننے کے باوجود کہ ''زہرہ''، **Venus** ایک سیارہ ہے لوگ اس کی آسمان دنیا پر طلوع

آفتاب سے قبل تین گھنٹے اور غروب آفتاب کے بعد تین گھنٹے موجودگی پر اسے ''صبح کا ستارہ'' اور ''شام کا ستارہ'' کہتے چلے آرہے ہیں۔ لیکن لوگوں کے کہنے سے حقیقتیں بدلا نہیں کرتیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا، آقائے نامدار رسولِ کریم سے فرمایا کہ حقیقتیں بھی لوگوں کو بتا دیں اور ساتھ یہ بھی بتا دیں

وَٱتْلُ مَآ أُوحِىَ إِلَيْكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَـٰتِهِۦ

''اور (اے رسول کریم ﷺ!) تیرے رب کی کتاب میں جو تیری طرف وحی کیا گیا ہے اسے (ہر ایک کو) سنا دیں (اور بتا دیں)

''اس کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں'' (حوالہ الکہف۔۲۷)

کواکب اور نجوم کے انجام سے بھی ان دونوں کا فرق واضح ہے۔

وَإِذَا ٱلْكَوَاكِبُ ٱنتَثَرَتْ ﴿٢﴾ ''اور جب سیارے بکھر جائیں گے

وَإِذَا ٱلْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿٣﴾ اور جب سمندر بہہ نکلیں گے'' (الانفطار ۲۔۳)

ٱنتَثَرَتْ کے معنی ہیں جھڑ جانا، بکھر جانا **(scatter)** اور اس کے بالمقابل سمندروں کے بارے **فُجِّرَتْ** کہا جس کے معنی ہیں پانی کو پھاڑ کر بہانا۔ ٹھوس اور مائع کے فرق کے ساتھ دونوں الفاظ ٱنتَثَرَتْ اور **فُجِّرَتْ** میں مماثلت بکھر جانے کی ہے۔

کواکب کا انجام ٱنتَثَرَتْ ہے لیکن نجوم کا انجام یہ ہے

وَإِذَا ٱلنُّجُومُ ٱنكَدَرَتْ ﴿٢﴾ ''جب ستارے ماند پڑ جائیں گے'' (التکویر۔ ۲)

ٱنكَدَرَتْ کا مادہ ''ک در'' ہے اور اس کے معنی ہیں گدلا پن، گدلی اور میلی چیز جو صاف نہ ہو، ستاروں کے گدلا ہونے کے معنی اور مفہوم روشنی کا ماند پڑنا، دھندلا جانا ہے۔ اور آخر کار

فَإِذَا ٱلنُّجُومُ طُمِسَتْ ﴿٨﴾ ''پھر جب ستاروں کا نام و نشان مٹا دیا جائے گا''

وَإِذَا ٱلْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿١٠﴾ ''جب پہاڑ (اکھیڑ کر) مثل غبار منتشر کر دیئے جائیں گے'' (المرسلات۔۸،۱۰)

فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنۢبَثًّا ﴿٦﴾ ''اور پھر وہ پہاڑ مثل غبار کے ہو جائیں گے'' (سورۃ الواقعۃ۔٦)

اور خیال رہے کہ ستارے بھی ''غبار'' ہیں (Star: massive shining sphere of hot gas)

ہم نے دیکھ لیا کہ قرآنِ مجید نے کوکب اور نجم کو ایک دوسرے سے مختلف Object بتایا ہے اور یہ کہ اُس رات ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کو سیارہ زہرہ کی جانب متوجہ کیا تھا۔ اور ماہرین فلکیات یہ بات بھی یاد رکھیں کہ قرآنِ مجید نے زمین کو سیاروں سے منفرد بیان فرمایا ہے۔ اور یہ کہ ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے یوسف علیہ السلام نے بچپن میں زمین ہی پر خواب میں گیارہ سیارے دیکھے تھے

إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا

''میں نے گیارہ سیارے دیکھے ہیں'' (حوالہ یوسف۔۴)

اس سے قطع نظر کہ خواب میں دکھائی دینے والے گیارہ سیارے جن کی اپنی روشنی نہیں ہوتی یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائیوں کی طرف اشارہ ہیں یہ یاد رہے کہ اللہ کے رسول خواب میں بھی صرف اور صرف حقیقت کو دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسول کو خواب میں وہی شئے دکھائی دے گی جس کا حقیقت میں وجود موجود ہے۔ ماہرین فلکیات آج تک کی تحقیق سے آسمان دنیا، ہمارے نظام شمسی (Solar System) میں زمین کے علاوہ نو سیارے (planets) تلاش کر پائے ہیں۔ انسان کو کسی سیارے پر قدم رکھنے میں شاید ابھی کچھ اور وقت لگے لیکن آسمان دنیا میں مزید دو سیاروں کو تلاش کرنا بھی باقی ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام کو گیارہ سیارے دکھائے جا چکے ہیں۔ یوسف علیہ السلام کے خواب کے مطابق زمین کے علاوہ گیارہ کوکب یعنی سیارے ہمارے نظام شمسی میں موجود ہیں۔ یہ آج نہیں تو کل دکھائی دے جائیں گے کیونکہ فرمان ہے

سَنُرِيهِمْ ءَايَـٰتِنَا فِى ٱلْـَٔافَاقِ وَفِىٓ أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ

''ہم قرآنِ مجید کا انکار کرنے والوں کو مستقبل میں آفاق اور خود ان کی ذات میں اپنی آیات (نشانیاں، معلومات، علم) دکھاتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کیلئے واضح ہو جائے کہ یہ قرآنِ مجید بیان حقیقت ہے'' (حوالہ فصلت۔۵۳)